جناب عبدالواحد (فاضل عربی)

مُسلم خواتین کا جنگ میں کردار

اگرچہ میدانِ جنگ ہمیشہ مردوں ہی کے سر رہا اور اس میں خواتین کے کارہائے نمایاں خال خال ملتے ہیں مگر اسلامی تواریخ و سیر کی کتب کی ورق گردانی سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ مسلم خواتین کے کارنامے ہر دور اور ہر زمانے میں مسلّم ہیں

چنانچہ اس سلسلہ میں ابتدائے اسلام سے ہی مسلم خواتین کی خدمات کا ذکر ملتا ہے جو درج ذیل ہیں

غازیوں کو پانی پلانا۔
زخمی مجاہدین کی تیمار داری اور مرہم پٹی کرنا۔
مجاہدین کو رسد و سامان بہم پہنچانا۔
ٹوٹے ہوئے آلاتِ حرب کو درست اور مرمت کرنا۔
عساکرینِ اسلام کے لیے کھانا تیار کرنا وغیرہ

غزواتِ رسولِ مقبول میں مذکورہ خدمات کی برآری

"حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات میں ام سُلیم اور انصار کی بعض عورتیں (مجاہدین کو) پانی پلانے اور مرہم پٹی کرنے کی خدمات انجام دیتی تھیں" [1]

---

[1] ترمذی باب ماجاء فی خروج النساء فی الحرب

"غزوۂ بدر میں حضرت عائشہ صدیقہؓ شریک تھیں۔ ان کے سپرد یہ خدمت تھی کہ وہ غازیوں کو پانی پلائیں، زخمیوں کی مرہم پٹی کریں۔ غزوۂ احد میں جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہوگئے اور خون کسی طرح بند نہ ہوتا تھا۔ تو حضرت فاطمہؓ نے چٹائی جلاکر راکھ آپ کے زخم میں بھردی جس سے خون فوراً بند ہوگیا۔" [1]

"حضرت ام سلیم زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہر غزوہ میں شریک رہتی تھیں۔" [2]

"حضرت ام عطیہ نے متعدد غزوات میں مسلمانوں کو کھانا پکاکر خدمتِ دین انجام دی۔"

"حضرت ام ورقہ بنت نوفل کا بزرگ ترین صحابیات میں شمار ہے۔ نہایت عابدہ و صالحہ تھیں۔ شوقِ شہادت سے سرشار تھیں۔ چنانچہ رمضان ۲ھ میں غزوۂ بدر میں جہاد کے لیے شرکت کا ارادہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ان الفاظ میں پیش کیا "مجھے جہاد میں شریک ہونے کی اجازت دی جائے۔ میں مریضوں اور بیماروں کی تیمارداری کروں گی۔ (اس طرح) شاید مجھے درجہ شہادت نصیب ہوجائے۔" [3]
آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض مصلحت کے پیشِ نظر ان کو جہاد میں شرکت کی اجازت نہ دی۔ البتہ ارشاد فرمایا۔

"تو اپنے گھر میں (ہی) رہ تجھے اللہ تعالیٰ شہادت دے گا۔"

چنانچہ آپ کی پیش گوئی اس طرح صحیح نکلی کہ کچھ عرصہ بعد انہی کے دو غلاموں نے ان کو شہید کردیا۔

"جنگ احد میں ابن قمیہ کے پتھر سے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی زخمی

---

[1] صحیح بخاری

[2] ابوداؤد ج ۱ ص ۲۵۲

[3] سنن ابی داؤد

ہوئی، ابن ہشام کے پتھر سے آپؐ کا بازو مضروب ہوگیا اور عتبہ کے پتھر سے آپؐ کے چار دانت ٹوٹ گئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پھر ایک غار میں گر گئے۔ خبر اڑ گئی کہ آپؐ شہید ہوگئے۔ مدینہ سے محترم خواتین سن کر دوڑی آئیں۔ یہاں آکر فاطمہ بتولؓ نے باپؐ کے زخموں کو دھویا۔ پیشانی کا خون تھمتا نہ تھا۔ اس میں چٹائی جلا کر بھری۔ علی مرتضیٰ اس وقت ڈھال میں پانی بھر بھر کر لاتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ اور ام سلیم نے مشکیزے اٹھائے اور زخمیوں کو پانی لا لاکر پلاتی تھیں۔"[1]

"غزوۂ خیبر میں اشجعیہ نے چرخہ کات کر مسلمانوں کی مدد کی۔"[2]

مذکورہ خدمات کے علاوہ مسلم خواتین نے ہر دور میں درج ذیل دو ایسی خدمات بھی انجام دی ہیں کہ یقیناً ساری دنیا حیران و ششدر رہے۔ ان کی مردانگی کے لازوال نقوش رہتی دنیا تک باقی رہیں گے۔

میدان کارزار میں بنفس نفیس شمشیر بکف ہونا۔
اولاد کو دشمن کا مقابلہ کرنے کے لائق بنانا۔

چنانچہ مسلم خواتین نے غزوات اور جنگوں میں مذکورہ دونوں صورتوں میں شجاعت، بہادری جوانمردی کے ساتھ صبر اور حلم و بردباری کے وہ جوہر دکھائے کہ اپنے تو کجا غیر بھی انگشت بدنداں ہیں۔ ان کی سرفروشانہ جاں نثاری و فداکاری کی مثالیں قرطاس عالم پر ہمیشہ ہمیشہ زندہ و پائندہ و تابندہ رہیں گی۔

عہدِ نبوی میں مسلم خواتین کی جاں نثاری و فداکاری کی چند مثالیں

حضرت ام سلیم

حضرت ام سلیم مشہور صحابیہ ہیں۔ دشمن کے مقابلہ میں "اشداء علی الکفار" کی زندہ مثال

---

[1] رحمۃ للعالمین ج ۱ ص ۱۴۱، بحوالہ مسلم ص ۹۵۴
[2] ابو داؤد ص ۲۷۰

تھیں۔ نہایت نڈر، بے خوف اور بے باک خاتون تھیں۔ تاریخ کے صفحات آپ کے عظیم الشان کارناموں سے پُر ہیں۔

غزوۂ خندق میں آپ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب تھیں اور صلح حدیبیہ میں بھی آپؓ کے ہم رکاب تھیں۔

غزوۂ حنین میں جبکہ کفار کے لشکر نے مسلمانوں پر اس زور کا حملہ کیا تھا کہ بڑے بڑے بہادر سپاہی بھی ثابت قدم نہ رہ سکے تھے اس وقت آپ اپنے ہاتھ میں خنجر لیے کھڑی تھیں کہ اگر کوئی کافر آدمی ادھر سے گزرے کہ اس کے پیٹ میں خنجر بھونک کر مار ڈالیں [1]

غزوۂ خیبر میں بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں۔ بیان فرماتی ہیں کہ:۔

"مرحب مشہور جنگجو یہودی کے دانتوں پر جب تلوار پڑی تو اس کی آواز میں سن رہی تھیں" [2]

حضرت صفیہؓ

غزوۂ خندق کے دوران بنو قریظہ کے یہودیوں نے اس قلعہ پر حملہ کرنا چاہا جہاں مسلمانوں کے بچے اور عورتیں محفوظ تھیں۔ ایک نابکار سراغ لگاتے ہوئے قلعہ کے پھاٹک تک پہنچ گیا لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہؓ نے اوپر سے ایک پتھر مارا کہ اس کا کام تمام ہو گیا اور اس کا سر کاٹ کر یہودیوں کے جھگڑے کی طرف پھینک دیا تاکہ ان کو یقین ہو جائے کہ اس طرف بھی فوج متعین ہے چنانچہ اس کے بعد کسی کو (دوبارہ) ادھر جانے کی ہمت نہ ہوئی [3]

حضرت ام ابانؓ

ان کا بھی بزرگ صحابیات میں شمار ہے۔ جب سے اسلام قبول کیا تمنائے شہادت دل

---

[1] ابوداؤد

[2] استیعاب ج ۲

[3] تاریخ اسلام حمید الدین ص ۵۰

میں موجزن رہی۔ چنانچہ ایک خوفناک معرکۂ کارزار میں جب وقت مسلمان سست پڑ گئے تھے، آپ اللہ اکبر کا نعرہ لگاتی ہوئیں آگے بڑھ کر دشمن پر ٹوٹ پڑیں۔ یہ دیکھ کر مسلمان کو غیرت آئی فوراً پلٹ پڑے اور اس زور کا حملہ کیا کہ آن کی آن میں دشمن کے چھکے چھڑا دئے [1]

نیز ام ابانؓ یہ رجزیہ شعر پڑھ پڑھ کر فوج کو جوش دلاتی تھیں۔

ام ابان فنا طلبی ثارك

ص نی علیهم صولة متداركـ

قد ضج جمع القوم من نبالك

اے ام ابان! تو اپنا بدلہ لے لے اور ان پر پے در پے حملے کیے جا۔ رومی تیرے تیروں سے چیخ اٹھے ہیں [2]

حضرت اُم عمارہؓ

اُم عمارہؓ بزرگ صحابیہ ہیں۔ غزوۂ احد ۳ھ میں کفار جب مسلمانوں کو قتل کرتے ہوئے، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھتے چلے آرہے تھے تو اس وقت آپ نے جو جاں نثارانہ اور جرأت مندانہ کارنامہ دکھایا دنیا کی تاریخ اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ آپ نے لوہے میں ڈوبے ہوئے کفار کا پامردی سے مقابلہ کرکے ان کو واپس مڑنے پر مجبور کر دیا۔ کئی زخم آئے مگر پرواہ نہ کی۔

یہی خاتون بیعت رضوان میں بھی شریک تھیں جہاں کفار کے مقابلہ جان دینے کی بیعت لی گئی تھی۔ عہدِ صدیق میں جنگ مسلیمہ میں شریک تھیں اور اس بہادری سے مسلیمہ کا مقابلہ کیا کہ اپنے جسم پر بارہ زخم لگے حتیٰ کہ اپنا ایک ہاتھ بھی شہید ہو گیا [3]

حضرت ام تمیم ——————— حضرت ام تمیم حضرت

---

[1] فتوح الشام

[2] فتوح البلدان

[3] طبقات ابن سعد

خالدؓ کی زوجہ محترمہ ہیں۔ انہوں نے اپنے خاوند کی طرح میدان کارزار کے ان مٹ نشان چھوڑے ہیں۔

فاروقِ اعظم کے عہد خلافت میں والیٔ قنسرین نے جب مسلمانوں سے کیے ہوئے یک سالہ صلح نامہ کو توڑ کر مسلمانوں کے خلاف قیصرِ روم سے امداد طلب کی اور قیصر روم نے اس کی درخواست پر جبلہ بن ایہم غسانی والیٔ ہمدان اور والیٔ عمود کو ایک ہزار کا لشکر دے کر بھیجا۔ حضرت خالدؓ کو اس امر کی خبر ملی تو حضرت خالدؓ اپنے گیارہ فوجیوں سمیت ان کی طرف بڑھے۔ مقابلہ میں انتہائی جاں نثاری کی مثال قائم کی۔ آخر کوئی پیش نہ گئی اور محصور ہوئے۔ پیچھے مسلمانوں کو خبر ہوئی تو ایک لشکرِ جرار ان کی مدد کے لیے آیا۔ اس لشکر کے سب سے آگے یہ شاہسوار سرپٹ گھوڑا دوڑائے چلا آ رہا تھا۔ لوگ حیران تھے کہ یہ کون بہادر ہے جو اتنی پھرتی سے چلا آ رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ ام تمیم حضرت خالدؓ کی زوجہ ہیں۔ حضرت خالدؓ کی ٹوپی (جس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گیسوئے تابدار تھے) گھر میں رہ گئی تھی وہ حضرت خالدؓ کو دی۔ انہوں نے وہ ٹوپی پہنی اور میدان جنگ میں کود پڑے۔ ادھر مسلمانوں کی فوج بھی شریکِ جنگ ہوگئی۔ پھر کیا تھا کہ مسلمان کفار کے کشتوں کے پشتے لگا رہے تھے اور خود حضرت ام تمیم حملے پر حملہ کر رہی تھیں۔ آن کی آن میں لڑائی کا نقشہ بدل گیا۔ حضرت ام تمیم کی شمشیرِ خارا شگاف کے وار بتا رہے تھے کہ میدانِ جنگ میں مسلمان عورت جب شمشیر بکف بڑھتی ہے تو جنگ کا نقشہ بدل دیتی ہے۔

حضرت ہندہؓ

یہ حضرت معاویہؓ کی والدہ ماجدہ اور ابوسفیان بن حرب کی رفیقۂ حیات تھیں۔ طبیعت میں شجاعت و بہادری قدرتی طور پر تھی۔ چنانچہ قبولِ اسلام سے قبل اسلام کے خلاف اور کفر کی حمایت میں ہمیشہ کوشاں رہیں۔ چنانچہ غزوۂ احد میں کفار کے ساتھ شریک تھیں اور رجز یہ شعر پڑھ کر

لہ یہی وہ خالد بن ولید ہیں جنہوں نے "سیف من سیوف اللہ" کا لقب پایا۔ غزوۂ خندق کے بعد حضرت خالد، ابن عاص اور عثمان بن طلحہ جب مسلمان ہوگئے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"مسلمانو! تمہیں مبارک ہو کہ آج مکے نے اپنے جگر کے ٹکڑے ہمارے سپرد کر دیے ہیں۔"

ان کو جوش دلاتی تھیں ۔ لیکن جب اسلام قبول کرلیا تو یہ فطری شجاعت اور چمکی چنانچہ شرکت جہاد میں سرشار تھیں ۔ بہت سے غزوات میں حصہ لیا اور بہت جنگی خدمات انجام دیں ۔

" جنگ یرموک میں جب مسلمانوں کو شکست ہو رہی تھی تو یہ جی توڑ کر لڑ رہی تھیں اور جوشیلے اشعار کے ذریعے مسلمانوں کا حوصلہ بڑھا رہی تھیں " [۱]

" اس دوران حضرت ہندہؓ نے مردوں سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا :

یا معشر العرب ! نامرد بن جاؤ نامرد ! بزدل بن جاؤ بزدل ! [۲]

عہدِ خلافت راشدہ میں عورتوں کے جنگی کردار کی ایک جھلک

حضرت خولہؓ

مردوں کے ساتھ میدان جنگ میں جن خواتین نے نہایت استقلال اور جوانمردی کے جوہر دکھائے ان میں حضرت خولہؓ کا نام پیش پیش ہے ۔ ان کی ہمت و جرأت ، غیرت و حمیت اور عقل و ذہانت کے خصوصاً سپہ سالاران اسلام حضرت خالد بن ولید اور ابو عبیدہ نہایت قدردان ہیں ۔

عہدِ صدیقی میں دمشقیوں کے مقابلے میں جب مسلمانوں کے اولاً پاؤں اکھڑ گئے ۔ چنانچہ عورتوں نے جب یہ مسلمانوں کی شکست کے آثار دیکھے تو ان عورتوں میں سے ایک عورت حضرت خولہؓ نے ان میں ایک پرجوش مگر مختصر اس طرح تقریر کی :

بہنو ! کیا تم گوارہ کرسکتی ہو تم مشرکینِ دمشق کے قبضے میں آجاؤ ۔ کیا تم شجاعت عرب کو داغدار بنانا چاہتی ہو ۔ میرے نزدیک تو اس ذلت سے مرنا بدرجہا بہتر ہے [۳]

چنانچہ حضرت خولہؓ کے مذکورہ پرجوش ، پر ایمان الفاظ عورتوں کے دلوں میں اس طرح سرایت کر گئے کہ وہ فوراً جوش ایمانی میں اٹھیں اور دمشقیوں کی ٹڈی دل مسلح فوج پر بجلی کی

---

[۱] اسد الغابہ

[۲] تاریخ طبری

طرح ٹوٹ پڑیں اور آن کی آن میں ان کے تیس بہادر جوانوں کو خاک و خون میں تڑپتے ہوئے چھوڑ آئیں۔ ؎

حضرت خولہؓ شام اور مصر کی فتوحات میں اپنے بھائی ضرار کے ساتھ لڑائی میں شامل رہیں چونکہ اپنے بھائی ضرار سے ان کی بے پناہ محبت تھی۔ اس لیے اکثر دعا کیا کرتی تھیں کہ:۔

"الہٰی! میرے بھائی کو اسلام کی خدمت کے لیے سلامت رکھ۔ اس کی جان میری جان سے زیادہ قیمتی ہے کیونکہ وہ مجھ سے زیادہ اسلام کی خدمت کر سکتے ہیں۔"

چنانچہ دمشق کے محاصرہ میں جب انہوں نے اپنے بھائی ضرار کی گرفتاری کی خبر سنی تو بے حد پریشان اور بے قرار ہوئیں۔ چنانچہ جب تک ان کو چھڑا کر نہ لے آئیں چین نہ آیا۔ جنگ میں دونوں بہن بھائی ساتھ ساتھ لڑا کرتے تھے۔ گھوڑے سے گھوڑا ملاتے اور کہتے کہ:۔

"اگر ہم میں سے کوئی قتل ہوا تو قیامت کے دن ملاقات ہوگی۔"

حضرت اسماء بنت یزیدؓ

عہد صدیقی میں جنگ یرموک میں انہوں نے خواتین کا ان الفاظ میں حوصلہ بڑھایا اور ان کو دشمن پر حملہ کرنے کے لیے کمربستہ کیا:۔

"اے بہنو! اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام دیا۔ ہم اس سے پھرے نہیں۔ ہم کو قرآن دیا۔ ہم نے اس سے منہ نہیں موڑا۔ اس پر عمل کرنے کا وقت آپہنچا ہے۔ کیا ہم اس سے روگرداں ہو جائیں گے؟ .... آوازیں! آئیں۔ نہیں نہیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔"

اور یہ کہہ کر حضرت اسماء خیمہ کی میخیں اکھاڑ کر دشمن پر جھپٹ پڑتی ہیں اور نو آدمیوں کو خاک و خون میں تڑپا دیتی ہیں۔ رومی شکست خوردہ ہو گئے۔

اصابہ تذکرہ اسماء بنت یزید میں مذکور ہے کہ حضرت اسماء نے تن تنہا نو رومی بہادروں کو خیمہ کی ایک میخ سے ہلاک کیا تھا۔

؎ تاریخ طبری

عہد فاروقیؓ میں عورتوں نے جہاد میں شرکت کر کے نہایت اہم اور شاندار کارنامے انجام دیئے تھے فاروق اعظمؓ کے عہد خلافت میں قادسیہ کی جنگ ایک تاریخی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ جنگ ایرانیوں کے مقابلہ میں پیش آئی تھی۔ اس جنگ میں مسلم خواتین نے کافی تعداد میں شرکت کی۔ چنانچہ قبیلہ قیس کی تماضر نامی عورت (جن کا لقب خنساء تھا۔ اور اسی لقب سے مشہور ہوئیں) اپنے چار لاڈلے بچوں عبداللہ، زید، معاویہ اور عمر کو لیکر میدان جنگ میں شریک ہوئیں اور اپنے بچوں کو اس وقت یہ نصیحت کی۔

"پیارے بچو! تم نے اسلام اور ہجرت اپنی خوشی سے اختیار کی ورنہ تم اپنے ملک پر بھاری نہ تھے تم ایک ماں اور ایک باپ کی اولاد میں سے ہو۔ میں نے تمہارے باپ سے خیانت نہ کی اور نہ ہی تمہارے ماموؤں کو رسوا کیا۔ دنیا ختم ہونے والی ہے اور کفار سے جہاد ثواب عظیم ہے۔ خدا تعالیٰ کا فرمان ہے۔ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا اے ایمان والو! صبر کرو اور صبر کی تلقین کرو اور جہاد کے لیے مضبوط ہو رہو بس تم تیاری کرو اور آخری دم تک لڑو۔" [1]

چنانچہ لڑکے خوشی بخوشی میدان جنگ میں کود پڑے　　اور اس شان سے لڑے کہ جنت سدھار گئے بوڑھی اور پردیسی ماں کو جب اس کی اطلاع ملی تو بجائے واویلا و جزع و فزع کرنے کے سجدہ شکر بجالائیں۔" [3]

حضرت فاطمہؓ بنت خطاب

یہ حضرت عمر فاروقؓ کی خواہر تھیں۔ اسلام قبول کرنے کی پاداش میں اپنے بھائی کے ظلم و ستم کا تختہ مشق بن گئیں۔ چنانچہ طبقات ابن سعد میں ہے کہ:۔

"حضرت عمرؓ جب کہ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے، ان کو مارتے مارتے تھک جاتے

---

[1] طبرانی جلد ۶

[2] اسد الغابہ ج ۵ ص ۴۴۲

[3] ایضاً

تھے مگر انہوں نے اسلام کی خاطر ہر مصیبت اور تکلیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا تا آنکہ ان کے بھائی (عمرؓ) مشرف بہ اسلام ہوگئے۔"

یہی وہ اسلام کی مجاہدہ اور اسلام پر قانعہ وصابرہ خاتون ہیں جنہوں نے ایک جنگ میں اپنے باپ بیٹے شوہر اور بھائی کو قربان کرا دیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انہیں دیکھا تو آپ نے کچھ جھجک محسوس کی۔ مگر گھر کے جملہ افراد راہِ خدا میں لٹانے کے بعد بھی آپ کو دیکھ کر کہنے لگیں:۔

کل مصیبة بعدك سهل یعنی ہر مصیبت آپ کے بعد آسان ہے۔

میں بھی اور باپ بھی شوہر بھی برادر بھی فدا
اے شہیر دین تیرے ہوتے ہوئے کیا اُجڑے ہیں ہم

حضرت ام حرامؓ بنت ملحانؓ

یہ حضرت انسؓ بن مالک کی حقیقی خالہ مشہور صحابیہ ہیں۔ ام حرامؓ جامِ شہادت نوش کرنے کے لیے ہمیشہ بے تاب رہتی تھیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آنحضور صلی علیہ وسلم آپ کے ہاں آرام فرما تھے کہ آپ جب سو کر اٹھے تو آپ کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگے۔ انہوں نے آپ کے مسکرانے کا سبب پوچھا۔ فرمایا:

"مجھ پر میری امت کے کچھ لوگ پیش کیے گئے جو بحری غزوہ میں شریک ہوں گے اور وہ مثل بادشاہ ـــــــ ہوں گے۔"

آپ (ام حرام) نے فوراً عرض کیا کہ:۔

"اے رسولِ خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے انہیں میں کر دے۔"

جواب دیا:۔

"تم ان میں سے پہلے ہو گی۔"

اس طرح آپ نے کئی بار بیان فرمایا اور انہوں نے شرکت کی درخواست کی اور آپ نے ان کو اس غزوہ میں شرکت کی پیش گوئی فرمائی۔

چنانچہ حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں جب بحری بیڑہ لڑائی کے لیے جانے لگا تو آپ بھی اپنے خاوند کے ہمراہ جامِ شہادت نوش کرنے کے لیے روانہ ہوگئیں اور راستے میں ہی سب سے پہلے شہادت پائی ۔[1]

خلافتِ راشدہ کے بعد بھی مسلم خواتین نے اپنے اپنے دور میں میدانِ جنگ میں بہترین کردار ادا کیا۔ جس کو احاطۂ تحریر میں لانے کے لیے ایک ضخیم کتاب درکار ہے۔ البتہ جنگِ عظیم میں ترکی مسلم خواتین نے جو نمایاں خدمات انجام دیں ان کا مختصر خاکہ یہ ہے کہ زخمی مجاہدین کی مرہم پٹی کرنے تیمارداری کرنے، غازیوں کے لیے پانی پلانے، کھانا تیار کرنے، رسد و سامان وغیرہ بہم پہنچانے اور ٹوٹے ہوئے آلاتِ جنگ کو مرمت کرنے کے علاوہ یہ دن کے وقت دشمن کی توپوں اور بندوقوں کا نشانہ بنیں اور رات کے وقت اپنے وفادار خاوندوں کی خدمت گزاری کی۔

جنگ آرمینیہ میں عورتوں نے جن دلیرانہ اور بہادرانہ جذبۂ عمل سے کام کیا۔ اس کا اندازہ ترکی کے بلند مرتبہ قائد اور جرنیل "غازی رؤف بے" کے تجربہ سے کیا جاتا ہے۔ تجربہ درج ذیل ہے

"اس جنگ میں سب سے زیادہ جو چیز حیرت انگیز اور تعجب خیز تھی۔ وہ عورتوں کا نہایت بے جگری اور دل سوزی سے جنگ میں حصہ لینا تھا۔ اس جنگ میں عورتوں نے بڑے بڑے کام سرانجام دیئے۔ یہاں تک کہ دو سو آرمنی ایک دن میں صرف عورتوں کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ علاوہ ازیں انہوں نے انتہائی خطرناک مواقع پر، جہاں بڑے بڑے مردوں کے بھی پائے ثبات میں لغزش آجانے کا امکان تھا، گھنٹوں اسلحہ اور رسد کی فراہمی کی خدمات انجام دیتی رہیں۔"[2]

طرابلس کی جنگ میں عربی لڑکی غازیوں کو پانی پلاتی ہوئی شہید ہوگئی۔ چنانچہ شاعرِ مشرق علامہ اقبال نے اس کو اللہ کے راستے میں اس کے بے تیغ و سپر جہاد پر اس طرح خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔

(باقی بر صفحہ ۲۱)

---

[1] مسلم

[2] باکمال مسلمان عورتیں ص ۲۲۸